

اس کا ایک مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ارباب و جدوجہال اپنے محبوب کی صدا شن کر اس میں جذب ہو جانے کے لیے بتیاب ہو جاتے ہیں اور ان کا تڑپنا اور لوٹنا اسی کیفیت کا نتیجہ ہے۔

۴۔ لغات۔ رُو : راہ، رفتار، پانی کا بہاؤ، دھارا۔ یہاں اس کے معنی گرم رو اور تیز رو کے ہیں۔

رنش : گھوڑا، رستم کے گھوڑے کا نام یہی تھا۔

تشریح : عمر کا گھوڑا تیزی سے دوڑا جا رہا تھا۔ کچھ نہیں کہا جاسکتا کہ کہاں پہنچ کر ٹھہرے؟ ہم اس پر سوار ہیں، لیکن حالت یہ ہے، نہ باگ پر ہاتھ ہے۔ نہ پاؤں رکاب میں ہے۔

انسانی زندگی کی بے بسی اور بے اختیاری کا نقشہ اس سے بہتر الفاظ میں کھینچنا غالباً ممکن نہیں۔ گھوڑے پر انسان سوار ہو، مگر نہ باگ قبضے میں ہو، نہ رکاب قابو میں اور یہ بھی معلوم نہ ہو کہ گھوڑا سرپٹ دوڑا جا رہا ہے، اس کا رخ کس طرف ہے اور وہ کہاں پہنچ کر رکنے والا ہے؟ اس سے بڑھ کر سوار کی بے اختیاری کیا ہوگی؟ اور انسانی زندگی کا یہ نہایت صحیح نقشہ ہے۔

خواجہ حالی فرماتے ہیں :

”سوار کی بے اختیاری اور گھوڑے کا اس کے قابو سے باہر ہو جانا

اس سے بہتر بیان نہیں ہو سکتا اور عمر کو ایسے بے قابو گھوڑے سے

تشبیہ دینا حسن تشبیہ کا حق ادا کر دینا ہے۔“

عموماً سمجھا جاتا ہے کہ مصوّر موقوفہ سے جو تصویر بنا دیتا ہے، اس میں قلب و نظر کے لیے زیادہ سے زیادہ تاثیر پیدا ہو جاتی ہے، کیونکہ مجسم نقشہ آنکھوں کے سامنے آ جاتا ہے اور ایسے معاملات میں الفاظ ایسا کام نہیں دے سکتے، لیکن مرزا غالب نے الفاظ میں جو نقشہ پیش کر دیا ہے، اس میں بڑے سے بڑا مصوّر رنگ و روغن کے ذریعے سے وہ تاثیر پیدا نہیں کر سکتا جو مرزا نے لفظوں کے